افتخار ایاز: ڈاکٹر سے سر تک

تحریر: سہیل لون

انہوں نے مجھے اپنے پہلے انٹرویو میں کہا تھا کہ ''میں جو کام بھی کرتا ہوں اس کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے میرا اللہ خوش ہو،انسانیت کی خدمت ہو یا گھر کا کام، پروفشنل لائف میں کوئی کام ہو میں صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتا ہوں۔اس سے مجھے برکت کے ساتھ ساتھ طاقت بھی ملتی ہے۔دراصل اگر مرکزی نقطہ قائم رہے تو تمام کام اور معاملات اس کے مطابق ڈھل جاتے ہیں''

پاکستانیوں کے لیے خاص پیغام میں ڈاکٹر صاحب نے کہا''ہمیں ظاہری حالات میں نہیں الجھنا چاہیے،اس سے ہم مزید الجھتے جائیں گے۔ہمیں بحیثیت قوم،سوسائٹی،اور فرد اپنے آپ کو سنبھالنا ہوگا۔ہمیں اپنے ماحول اور حالات کا محاسبہ فوری طور پر کرنا ہوگا۔اگر ایسا نہ کیا تو انتشار مزید بڑھے گا۔کسی بھی ریاست،ملک یا قوم کی بنیاد اس کے اقدار پر ہوتی ہے۔اگر کوئی قوم،ملک یا ریاست اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام ہو رہی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے اپنی اقدار کھو دی ہیں۔وطن عزیز کی حالت دیکھ کر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ہم نے اپنے اقدار کو بنیاد نہیں بنایا۔ہمیں دوسروں کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنی صلاحیتوں اور وسائل پر بھروسہ کرنا ہوگا۔مذہب،رنگ،نسل،معاشی حالت،مسلک،اور فرقوں کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد سے رہنا ہوگا۔مذہب میں سیاست اور سیاست میں مذہب کے غلط استعمال سے آج ہمارے پاس مذہب اور سیاست دونوں ہی نظر نہیں آتے۔ہمیں انسانیت کے رشتے کو ذہن میں رکھ کر آپس میں متحد ہونا ہوگا۔قائداعظم محمد علی جناح نے جس پاکستان کی بنیاد رکھی وہ اقدار اسلامی اور رواداری کی تھیں لیکن ہم نے اس درس کو بھولا دیا ہے۔ہمیں وہ رسول نصیب ہوئے جن کی حیات طیبہ میں زندگی کے تمام معاملات کا حل موجود ہے۔آپ ﷺ نے ریاستی معاملات کامیابی سے چلائے حالانکہ اس وقت بھی ہر ملت و مذہب کے لوگ موجود تھے۔ہمیں جلسے جلوسوں اور دھرنوں کی بجائے عقل و فہم کو متحرک کرنے کی ضرورت ہے۔جذبات کو قابو میں رکھنا ہوگا اور جذبے کا مثبت استعمال کرنا ہوگا۔ہم کوئی مثبت کام کرنا شروع کریں یا کسی مثبت مہم کا آغاز کریں تو ہماری عوام میں follow up کرنے کا رجحان نہیں۔انسان اور انسانیت سے محبت کرنے سے ہی دنیا میں امن و امن آسکتا ہے۔اگر کسی بھی آئیڈیالوجی کو جبر سے ختم کرنے کی کوشش کی جائے تو نظریاتی سوچ مزید طاقتور ہوتی ہے''۔

انہوں نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز افریقہ سے کیا جو برطانیہ سے ہوتا ہوا امریکہ تک جاری رہا۔ کیریئر کی ابتداء برطانیہ سے عمل تدریس سے ہوئی، یہ سلسلہ دو برس سے کم عرصہ ہی رہا اس کے بعد وہ ایجوکیشن کے محکمہ میں انسپکٹر ہو گئے اور بعد ازاں ایڈمنسٹریشن میں چلے گئے۔ برطانیہ میں ماسٹر ڈگری کرتے ہوئے گورنمٹ نے انہیں کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ کنگسٹن میں افریقن ڈیسک میں سکالرشپ دی۔ اس طرح ان کو افریقہ کے غریب ممالک میں مختلف فلاحی کاموں میں حصہ لینے اور اپنی ان پٹ دینے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر صاحب کی تعیناتی اقوام متحدہ کے ادارے FAO(Food and Agriculture) میں ہوئی جہاں Centre of integrated of rural development میں انہوں نے ایڈمن آفیسر کے طور پر فرائض سر انجام دیے۔ اس دوران ان کو افریقہ کے تقریباً تمام ممالک میں جانے کا موقع ملا۔ لوگوں کو غربت کی نچلی سطح پر، بنیادی ضروریات کو ترستے ہوئے مسائل سے بھرپور زندگی گزارتا دیکھ کر ڈاکٹر صاحب نے ان کے حقوق کے لیے آواز بلند کرنا شروع کر دیا۔ یوں دکھی انسانیت سے محبت کا ایسا آغاز ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے زندگی کا مشن ہی انسانیت کی خدمت کرنا بنا لیا۔ ڈاکٹر صاحب کو لندن میں کامن ویلتھ سیکریٹریٹ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو آسٹریلیا کے قریب پیسفک ریجن میں چھوٹے چھوٹے جزائر میں بطور ایکسپرٹ بھیجا۔ جہاں ہیومن ریسورسز کو بہتر بنانے کا ذمہ سونپا گیا تھا۔ اس دلچسپ پراجیکٹ سے ڈاکٹر صاحب کو بہت کچھ سیکھنے اور کرنے کا موقع ملا۔ Human development project پر کام کرنے کی وجہ سے آپ نے امریکہ سے پی ایچ ڈی بھی ہیومن ڈیویلومنٹ میں کی۔ 1988ء میں پہلی مرتبہ ملکہ برطانیہ سے کامن ویلتھ کی تقریب میں ملنے کا موقع ملا جہاں انہوں نے اپنے پراجیکٹ کے بارے میں بریفنگ بھی دی۔ 1989ء سے 1996ء تک اقوام متحدہ میں بطور کنسلٹنٹ فرائض سر انجام دیے۔ اس دوران انہوں نے ہیومن رائٹس کمیشن جو اب ہیومن رائٹس کونسل کہلاتا ہے اس میں Rights of minorities کے باقاعدہ رکن رہے اور اسکے تمام سیشن میں شرکت کی۔ آج وہ UN میں کام نہیں کرتے مگر اس کے باوجود ان کی ان پٹ لینے کے لیے ان کو اقوام متحدہ اپنے سیشن میں ڈاکٹر صاحب کو مدعو ضرور کرتی ہے۔

ملکہ الزبتھ ثانی سال میں دو مرتبہ اعزازات کا اعلان کرتی ہیں۔ ایک تو سال نو کے موقع پر اور پھر اپنی رسمی سالگرہ کے موقع پر جو سرکاری طور پر جون کے دوسرے ہفتہ کے روز منائی جاتی ہے۔ ملکہ معظّمہ کی تاریخ پیدائش تو 21 اپریل 1926ء ہے لیکن سرکاری طور پر اس کو جون میں منایا جاتا ہے۔ اعلانات کے بعد اعزازات دینے کی تقاریب ہوتی ہیں جسے Investiture کہتے ہیں۔ سال کے دوران 25 Investitures منعقد کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایڈنبرا سکاٹ لینڈ میں Holy rood house میں ہوتا ہے۔ باقی سارے بکنگھم پیلس

لندن میں ہوتے ہیں۔ جب ملکہ خود Investiture کے لئے نہ آ سکیں تو ان کی جگہ ان کے بیٹے پرنس چارلز یا شاہی خاندان کا کوئی اور فرد آ جاتا ہے۔ ایک Investiture میں قریباً 120 لوگ اعزازات حاصل کرنے کے لئے شامل ہوتے ہیں۔

بکنگھم پیلس کا ذکر ہوا ہے تو اس کے بارے میں بھی کچھ بتا دینا دلچسپ ہوگا۔ لندن جو بھی سیر کے لئے آتا ہے وہ بکنگھم پیلس تو ضرور دیکھ کر جاتا ہے۔ لاکھوں لوگ ہر سال شاہی خاندان کی یہ رہائش گاہ دیکھنے آتے ہیں۔ خاص طور پر وہ پریڈ جب گارڈز بدلتے ہیں یعنی جب ایک دستہ دوسرے دستے کو ذمہ داری دے کر رخصت ہوتا ہے۔ ان کی یونیفارم اور پریڈ کا انداز ایک دلکش منظر ہوتا ہے۔ آج جو بکنگھم پیلس ہمارے سامنے ہے اس میں 775 کمرے ہیں۔ ان میں 19 کمرے شاہی رہائش گاہ کے لئے ہیں۔ 240 بیڈروم ہیں۔ 92 دفتر ہیں۔ 78 غسلخانے ہیں۔ ہر سال قریباً پچاس ہزار لوگ مختلف تقاریب کے لئے پیلس میں آتے ہیں۔ ویسے روزمرہ کے معمول میں اس پیلس میں ملکہ کے دفاتر چلتے ہیں۔ ملکہ کے خاوند پرنس فلپ کے الگ دفتر ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں پیلس کی سیر کے لئے لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور اس میں پیلس کی عمارت سے بڑھ کر ملکہ کی کشش ہے۔

امسال 13 جون کو ملکہ کے برتھ ڈے کے موقع پر سر ڈاکٹر افتخار احمد ایاز کو KBE یعنی نائٹ کمانڈر کا اعزاز دیا گیا جس کے ساتھ سر انسان کے نام کا حصہ بن جاتا ہے۔ سر ڈاکٹر افتخار احمد ایاز کو 10 نومبر 2015ء کو Investiture میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی جس کے لئے صبح دس بجے پیلس گئے۔ اُن کے ساتھ بیگم لیڈی امۃ الباسط اور دو بیٹیاں بشریٰ اور فرزانہ بھی تھیں۔ پیلس میں داخل ہوتے ہی خوبصورت یونیفارم میں ملبوس گارڈز نے اُن کا استقبال کیا اور گارڈز مہمانوں کو الگ ہال میں لے گئے اور سر افتخار ایاز کو الگ ہال میں لے جایا گیا جہاں اعزاز حاصل کرنے والوں کے لئے Reception کا انتظام تھا۔ یہ ہال پیلس کے بال روم کے ساتھ تھا اور اس میں ایک دروازہ تھا جس میں سے بال روم میں داخل ہوسکتے ہیں۔ یہاں اعزاز حاصل کرنے کی تقریب کی تفصیل بتائی گئی اور ریہرسل کے فرائض بھی سرانجام دیئے گئے۔ بال روم میں مہمانوں کے لئے قریباً 150 کرسیاں موجود تھیں جس کے سامنے سٹیج پر ملکہ نے کھڑے ہوکر اعزازات دینا تھے۔ آرڈر آف برٹش ایمپائر کا یہ اعلیٰ ترین ایوارڈ ہے۔ اس کے لئے ملکہ نے سب سے پہلے سر ڈاکٹر افتخار ایاز کو بلایا۔ بلانے کا طریقہ یہ تھا کہ ملکہ کے دائیں ہاتھ ایک افسر مائیک پر اعزاز اور اس کے حاصل کرنے والے کا نام پڑھ کر سنایا اور اس پر اعزاز حاصل کرنے والے ڈاکٹر افتخار ہال میں داخل ہوگئے جہاں سے اب انہوں نے سر بن کر نکلنا تھا۔ وہ ملکہ کے پاس پہنچے تو وہاں ایک چھوٹا سا سٹول تھا جس کے اوپر ویلویٹ کا ایک خوبصورت تکیہ تھا اس پر دایاں گھٹنا ٹیک کر بیٹھنا تھا تا ملکہ اپنی روایتی تلوار سے پہلے انکے دائیں کندھے اور پھر بائیں

کندھے کو چھو سکے۔ اس کے بعد ملکہ کے قریب ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ملکہ نے اُن کے گلے میں نائٹ ہڈ کا میڈل ربن کے ساتھ پہنایا اور پھر نائٹ کمانڈر کا بہت ہی خوبصورت ستارہ نما Insignia اُن کے کوٹ پر لگا دیا۔ ملکہ نے مسکراتے ہوئے کہ آپ پہلے بھی مجھ سے اعزاز لے چکے ہو (او بی ای کا اعزاز 1998 میں دیا تھا)۔ آپ نے Realms کی بہت خدمت کی ہے۔ اُنھوں نے ملکہ کو برطانیہ کی سب سے زیادہ لمبا عرصہ فرمانروا رہنے پر مبارک باد دی۔ ان سے پہلے سب سے زیادہ لمبا عرصہ تخت پر رہنے والی ان کی دادی ملکہ وکٹوریہ تھیں اور 8 ستمبر 2015ء سے اب یہ ہیں۔ اس کے بعد ایک شاہی گارڈ نے انہیں ایک مخصوص جگہ پر بٹھا دیا۔ پھر دوسرے لوگوں کو اعزازات دیئے جانے کا سلسلہ جاری رہا اور یہ تقریب تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ پھر نیشنل انتھم ہوا اور ملکہ اپنے گورکھا محافظوں کے ساتھ واپس چلی گئیں۔ ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب کے خیال میں بین الاقوامی طور پر جیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں وہ ایک عالمی جنگ کا پیش خیمہ بھی بن سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہی لوگ پاکستان سے باہر پاکستانیت کی مجسم شکل ہیں ان کا جتنا احترام کیا جائے کم ہے کہ ان کا کام کسی گروہ 'مذہب' مسلک یا قوم کیلئے نہیں بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کیلئے ہے یہی پاکستان کی حقیقی تصویر ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ میں اُن سے پہلی بار ملا تو وہ ڈاکٹر افتخار ایاز تھے لیکن اب سر ڈاکٹر افتخار ایاز ہو چکے ہیں یقیناً یہی وہ معیار محنت ہے جب لوگ آپ کی خدمات کا اعتراف کر لیتے ہیں اور لوگ ہی تو سب کچھ ہوتے ہیں۔ خدمات لینے والے بھی اور اعتراف کرنے والے بھی۔ جو دلوں پر راج کرے وہ اللہ کے دائرہ رحمت سے باہر نہیں ہو سکتا اور بطور مسلمان یہی ہماری اصل کامیابی ہے۔

سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

06-12-2015